

الاستمداد

مع

غائبانہ بیعت کا ثبوت

مصنف

فیض ملت، شمس المصنفین، استاذ العرب والعجم، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح

مدظلہ العالی

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

www.faizahmedowaisi.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصلوة والسلام علیک یا رحمة للعالمین

الاستمداد مع غائبانہ بیعت کا ثبوت

(از)

شخص المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

الاستمداد

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

محبوبانِ خدا (انبیاء و اولیاء علیہم السلام) سے مدد مانگنا اس عقیدہ پر کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے وسیلہ ہیں ان کی دعائیں مستجاب ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھی وعدہ فرمایا ہے:

لئن سألتنی لاعطینہ

بتابریں انہیں عرض کرنا آپ دعا فرمائیں میرا کام ہو جائے۔ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں اسی موضوع پر اہل سنت کی طرف سے بیشمار تصانیف و رسائل معرض تحریر میں آچکے ہیں۔ فقیر نے بھی درجنوں رسالے لکھے ہیں اس رسالہ میں صرف ان چند بزرگوں کی تصریحات عرض کرتا ہوں جو مخالفین کے معتمد علیہم ہیں یعنی شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، حاجی امداد اللہ رحمہم اللہ۔

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسلک حق اہل سنت کے مقتدا و پیشوا ہیں انہیں وہابیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ان کی بعض تصانیف میں تحریف و اضافے وہابیوں نے کئے بلکہ بعض تصانیف ان کے نام سے شائع کیں۔ فقیر نے ان کی شرارت کو اپنی تصنیف ”التحقیق الحلّی فی مسلک شاہ ولی“ میں واضح کیا ہے دوسری تصنیف ”کیا شاہ ولی اللہ وہابی تھے؟“ میں بھرپور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہابی نہیں بلکہ سنی تھے ان کے عقائد و معمولات اسی طرح تھے جیسے کہ دورِ حاضرہ میں اہل سنت بریلویوں کے ہیں۔

(۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی متصلب سنی تھے۔ انہی کے دور میں ان کا بھتیجا شاہ اسماعیل دہلوی اہل سنت کے مذہب سے منحرف ہوا تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اسے عاق کر دیا اور اپنی جائیداد سے محروم کر کے ہمیشہ کے لئے اسے اپنے سے دور کر دیا۔ جب شاہ اسماعیل کی تصنیف تقویۃ الایمان منظر عام پر آئی تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ اگر میں نابینا نہ ہوتا تو اس کا رد اس طرح کرتا جیسے شیعوں کے رد میں ”تحفۃ الثانی عشریہ“ لکھی ہے۔ یاد رہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصانیف میں وہابیوں و دیوبندیوں نے تحریف و اضافے کئے اس کی تفصیل بھی فقیر نے ”التحقیق الحلّی“ میں لکھ دی ہے۔

(۳) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنی تھے ان کے عقائد و معمولات اس طرح تھے جیسے آج کل سنی بریلویوں

کے ہیں جیسا کہ ان کی تصانیف شاہد ہیں بالخصوص ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کلیات امدادیہ اور ملفوظات“ وغیرہ ہیں۔ آپ کے خلفاء میں زیادہ اہل سنت علماء ہیں۔ اس کی تفصیل فقیر نے ”تذکرہ علمائے اہل سنت“ میں عرض کر دی ہے۔

ان کے حوالہ جات مخالفین کو ماننا ضروری ہے کیونکہ آپ دیوبند کے ستونوں (قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد کنگڑی) کے پیرومرشد ہیں اور پیری مریدی کا ضابطہ کلیہ ہے:

ہمے سجادہ رنگین کنی گجرت پیرمغان گوید

یعنی اگر پیرمغان گوید مصلے کو شراب سے رنگیں بنا دے۔

یعنی: اس کے ارشاد گرامی کی پیروی اگر تجھے پیرمغان فرمائے اور یہ بھی اس شعبہ تصوف کا ضابطہ ہے جو مرید اپنے مرشد کے خلاف کرے وہ مرید (بالضم) نہیں مرید (بالفتح) (رائد درگاہ) ہے۔ ان حوالہ جات پڑھنے کے بعد قارئین فیصلہ کر لیں کہ یہ منکرین اپنے پیشواؤں کی کیوں نہیں مانتے۔

حوالہ جات شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

مے فرمودہ بادامیرے صاحبزادے کو کہت

مہمایہ مصد فاضل بود عمارت حویلی خواست

اتفاقاً حویلی اور خواست علی کہ جس سے اتحاد

www.FaizAhmedOwaisi.com

از مصد فاضل فدرے زمین باضعاف

مضاغفہ ثن مثل بلب کرو قول نہ

نود سر انجام میاں ایشاں خشونت و

وحشت واقع شد امیر گفت علی

ابصباح پیش بادشاہ میروم والتماس

مے کنم کہ ایں زمین بادشاہی امت

مسلوک مصد فاضل نیست و ایں بقعہ

رامے گیرم نے گزارم اگرچہ الوف
 خرج شونند مصد فاضل نیست واین مقبعه رامے
 گیرم نے گزارم اگرچہ الوف خرج شونند مصد
 فاضل شب هنگام بن آمد الصباح الزحد گزاریند
 گفتم هرگز بنامدشاه فلاقاتخواهد کردو هرگز
 این مناقشه نتوان بود علمی الصباح بقعه دیوان
 بادشاه از خانه برآمد و سواران باوے
 بر خوردن رکبه در سلطان است که
 همین ساعت کوچ کنی گفت می
 خواهم که در این وقت شوم و بعض
 مطالب ضروریہ عرض کنم گفتند نه همین
 ساعت باید کہ کوچ کنی بجیره و کره
 غلمان وقتے اورا از شهر برسر آوردند
 همان جہت چنانکہ چنانکہ
 فرستاد

(انفاس العارفین، صفحہ 56-57)

یعنی فرماتے ہیں کہ ایک بااقتدار امیر نے محمد فاضل کی ہمسائیگی میں حویلی کے قطعہ لیا۔ قطعہ کی ساخت کچھ ایسی تھی کہ حویلی میں ٹیڑھ آتی تھی۔ اس نے محمد فاضل سے دگنی تگنی قیمت پر قدرے زمین مانگی مگر وہ نہ مانا بالآخر ان کے درمیان رنجش اور جھگڑا ہو گیا۔ اس امیر نے کہا میں صبح جا کر بادشاہ سے کہوں گا کہ یہ زمین محمد فاضل کی ملکیت نہیں بلکہ سرکاری ہے۔ زمین کا یہ ٹکڑا چھوڑوں گا کسی بھی صورت نہیں بلکہ لے لوں گا چاہے ہزاروں روپے خرچ ہو جائیں۔ محمد فاضل رات کو میرے پاس آ کر حد سے زیادہ گڑ گڑایا میں نے کہا کہ وہ بادشاہ سے ہرگز نہیں مل سکے گا اور کسی بھی صورت یہ جھگڑا پیدا نہیں ہوگا۔ چنانچہ صبح سویرے جب وہ امیر گھر سے نکل کر دربار بادشاہی جانے لگا تو راستے میں اسے شاہی سواروں نے

آلیا اور کہا کہ بادشاہ نے تمہارے لئے حکم دیا ہے کہ ابھی ابھی فلاں مہم کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ امیر نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ بادشاہ سے رُوبرو مل کر کچھ ضروری باتیں عرض کروں۔ کارندوں نے اس کی یہ بات نہ مانی اور فوراً ہی کوچ کرنے پر مجبور کر کے اسے زبردستی اُسی وقت شہر سے باہر نکال دیا اور وہ امیر اسی مہم میں مر گیا۔ چنانچہ اسے محمد فاضل سے جھگڑا کرنے کی ہی فرصت نہ ملی۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ کتاب شاہ ولی اللہ کی آخری تصنیف ہے۔ اس کے خلاف جو ہوگا وہ تحریف ہوگی۔

فوائد: (۱) شاہ عبدالرحیم کی شخصیت غیر معمولی مصیبتوں میں امداد کرنے کے لئے مشہور تھی۔ اس لئے آپ کو جاننے والا ہر شخص اپنی بگڑی بنانے کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتا تھا۔

(۲) محمد فاضل خدا پرست تھا شاہ صاحب کا مرید تھا۔ اس نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ضرور مانگی ہوگی لیکن اس کے باوجود اپنی حاجت روائی کے لئے شاہ عبدالرحیم کے پاس جا کر گڑ گڑایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد فاضل کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر معمولی مشکل اور مصیبت میں ولیوں کے دروازے پر دہائی دنیا اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت افزائی کے لئے حب منفعت اور دفع ضرر کے اختیارات دیئے ہیں۔

(۳) اگر محمد فاضل کا یہ عمل اسلام کے خلاف ہوتا تو شاہ عبدالرحیم اس کو ڈانٹ دیتے اور صرف اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی ہدایت دیتے۔

(۴) شاہ صاحب کا امیر کے بارے میں کہنا کہ وہ بادشاہ سے ہرگز نہیں مل سکے گا شاہ صاحب کی غیب دانی پر دلالت کرتا ہے یا ان کے تصرف پر ہر صورت میں اولیاء اللہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔

(۵) امیر کا انتہائی کوشش کے باوجود بادشاہ سے نہ مل سکر اور جنگ میں مارا جانا شاہ صاحب کی تصرف کی واضح دلیل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

مے فرمودند در اوائل ہر کسے را کہ بنظر
قبول مے دیدم مشغوف مے شد
از بس جہت بہ کسے التفات نہ کردم
وتنہا پر بالا خانہ مصد فاضل بودم و
جائے آمد و رفت چادر چادر بر

روئے خود می پیچیدم اتفاقاً روزی
هدایت الله یگی بحالہ مصد فاضل لتقریب
قرابتی کرو کہ درمیان اینہما بود
یامہ ومرابا ومواجهہ واقع شد
مشغوف گرید و خواہان بیعت گشت
شنیدہ بودم کہ در این ایام عزیز
متوکل نقشبندی رابطی مواساتی هست
گفتم سخن این کے است و فقراء
یک تن میں جمع ہوئے ان عزیز
مقدم البست ہوا یہ بیعت کن مکرر
مبالغہ می کرد و شغف اواز حد گذشت آخر بایعت
اوقبول کردم و گفتم مواسلہ آن عزیز فرما گلزار
بعد از آن بہ آن عزیز و اخیر رسید ہیوا شمت و
پس دست هدایت الله یگی بکس گفتم
فرشاد کہ هنوز جوانید شمارا طلب
طریقہ باید کرد نہ ارشاد گفتم این فضل
وموجہت حق است موقوف
بر کبر سن نیست باز گفتم فرشاد
کہ من التقام این تعدی از شما می گرم
باخیر باشید گفتم لا یحییٰ الحکرائسی الا

یامہلہ خواہید ہر چہ خواہید اندیشہ بر
 شما خواہد افتار بہ ایذار من ہمت
 بست من نیز مدافعتہ کردم کار بر آنجا
 رسید کر بر آن عزیز ظاہر شد
 کہ بہ سینہ وہ ختجر زدہ است
 و مدت حیاتش در نیم شب
 ہدایت اللہ بیگ را طویل شد و
 استفادہ از کبر و جلال خندہی نسود
 و گفت بہ من کہ ہمت من کہ
 جان من نمے آید یا ہمت کہ
 قصد ایشان نکند گفتہ اگر شما ابتداء
 بایذار نہ کردید کار بایں جانم
 رسید الیوم کلان بلوایم شما
 ضررے را جمع نیست منان
 شب بعالم قرار رسید رحمۃ اللہ علیہ

(انفاس العارفين صفحه 58-57)

یعنی فرمایا کہ شروع شروع میں جس پر بھی میں محبت کی نگاہ ڈالتا وہ میرا دیوانہ ہو جاتا اس وجہ سے میں کسی پر بھی نگاہ التفات نہیں ڈالتا تھا اور اکیلا محمد فاضل کے بالا خانے پر رہتا تھا۔ ادھر ادھر جاتے وقت اپنے چہرے پر چادر ڈال لیا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن ہدایت اللہ بیگ رشتہ داری کی تقریب میں محمد فاضل کے گھر آیا جب اس سے میرا سامنا ہوا تو وہ میرا دیوانہ ہو گیا اور اس نے مجھ سے بیعت کی خواہش کی۔ میں نے سن رکھا تھا کہ اسے بزرگ متوکل نقشبندی سے ربط و تعلق ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ بات ایک ہی ہے فقراء ایک تن کی مثال ہیں۔ اس بزرگ کا حق مقدم ہے اس لئے انہی سے

بیعت کیجئے اس نے دوبارہ اصرار کیا اور اس کی محبت بڑھ گئی۔ بالآخر میں نے اسے بیعت میں قبول کیا اور کہا کہ ان بزرگ سے بھی تعلق نہ توڑیے گا۔ کچھ دنوں بعد اس بزرگ کو خبر پہنچی تو غصہ ہوئے اور ہدایت اللہ بیگ کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ابھی جوان ہوتے ہیں حصول طریقت کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ بیعت ارشاد۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس کا انحصار بڑی عمر پر نہیں ہوتا پھر کہلا بھیجا کہ میں تم سے اس زیادتی کا بدلہ لوں گا میں نے کہا:

وَلَا يَحِقُّ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۴۳)

ترجمہ: اور بُرا دواؤں اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔

(یعنی چاہ کن را چاہ در پیش) جو چاہ ہو کر کے دیکھ لو اس کی افتاد تم پر ہی پڑے گی۔ اس نے مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے اپنا عمل شروع کر دیا۔ میں نے اپنی مدافعت کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس بزرگ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے سینے میں خنجر چھو دیا گیا ہے اور موت سر پر آ پہنچی ہے۔ آدھی رات کے وقت ہدایت اللہ بیگ کو بلوایا اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگی اور میرے حق میں نیاز مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہ مجھے یقین ہے کہ میری جان نہیں بچے گی مگر انہیں چاہیے کہ میرا ایمان چھیننے کا قصد نہ کریں۔ میں نے کہلا بھیجا کہ اگر ایذا رسانی کا آغاز نہ کرتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ بحمد اللہ تمہارے ایمان کو ضرر نہیں پہنچے گا وہ بے چارے اس رات عالم قرار کو سدھار گئے ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ قوت عطا کی تھی کہ غیر عادی طریقہ پر اپنے مخالف کو موت کے گھاٹ اتار سکیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ قوت عطا کی تھی کہ غیر عادی طور پر اپنے مخالف کی ایذا رسانی کو دیکھ سکیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ تصرف عطا کیا تھا کہ وہ اپنے مخالف کا ایمان سلب کریں۔

(۴) اس بزرگ نقشبندی کو جب موت سر پر نظر آئی اور اس کے ساتھ ایمان بھی جاتا دکھائی دیا تو اس نے غیر عادی طریقہ پر شاہ عبدالرحیم سے ایمان قائم رہنے کے لئے استمداد کی۔

(۵) شاہ عبدالرحیم نے اس کی غیر عادی طریقہ پر امداد کی اور اس کا ایمان قائم رہنے دیا۔

نیز شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

مے فرمودند اعداء اہل جنت جمع

شدند ہر روز ساء آن نواحی ظاہر

نمودند کہ اراضی این جماعت زیادہ

ازم آنست کہ در فرمان حکم شدہ رؤسا

سردم رایجہت پیسائش تعین کردند
 اہل پہلت را اضطرب شد
 یمن التجا نمود ندو گفتند چون پیمائش
 کنندہ عدو باشد هیچ تدابیر از
 پیش نہرود ایشان را تسلی دادم در
 روز پیمودن ایشان خاطر شدم
 و اندک کہے متوجہ گفتم آنگاہ گفتم
 بہ شما ایڈھر مقرر شد کہ پیمودند کہ
 ہر مدام ہر وقت ہر حال ہر حال ہر حال
 کہ اگر ہمہ مزرعہ کم آید پکا کند ہمہ
 شود و متعلقہ منقطع نہ گردید کہ
 بعضے کم باشند و بعضے برابر و بعضے زائد
 نامہ پیمودن ہر وقت ہر حال ہر حال
 گرد و دیکر ہر بار ہر وقت ہر حال
 ہر چند پیمائندہ انواع حیلہا
 انگخت فائدہ نہ کرد بر حسب
 و لخواہ ایشان صورت گرفت

(انفاس العارفین، صفحہ ۵۹)

یعنی فرمایا قصبہ پہلت کے معتقدین کے دشمنوں نے وہاں کے رئیسوں کو برا بیچتہ کیا کہ اس جماعت (فقراء شاہ عبدالرحیم) کے قبضہ میں فرمان شاہی سے کچھ زیادہ زمین آئی ہوئی ہے۔ چنانچہ رئیسوں نے کچھ لوگوں کو پیائش کے لئے مقرر کر دیا اس بات سے پہلت والوں کو سخت پریشانی ہوئی اور مجھ سے التجا کی جب ناپ کرنے والا بھی دشمن ہو تو ہماری تدبیر کیسے

چل سکے گی۔ میں نے انہیں تسلی دی اور پیائش کرتے وہ اصل حساب سے بھی کم سمٹتا۔ پہلت والے پھر رونے لگے کہ اگر سبھی کھیت اصل پیائش سے کم نکلے تو دشمن پٹواری پر شک کریں گے اور جھگڑے کی بنیاد ختم نہ ہوگی چاہیے کہ کچھ کھیت کم نکلیں کچھ برابر اور کچھ زیادہ تاکہ سب کھیت مل کر اجتماعی شکل میں برابر ہو جائیں۔ میں نے دوبارہ توجہ ڈالی اگرچہ پٹواری نے مختلف حیلوں بہانوں سے کام لینا چاہا مگر کامیابی نہ ہوئی اور پہلت والوں کے حسب منشاء کام ہو گیا۔

فوائد: (۱) شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین پر جب کوئی ناگہانی افتاد اور مصیبت پڑتی تو وہ شاہ صاحب کے پاس جا کر فریاد کرتے اور ان سے استمداد اور استعانت کرتے۔

(۲) شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت اور قدرت عطا کی تھی کہ وہ توجہ کرتے تو غیر عادی طور پر یہ زمین سکڑ جاتی یا پھیل جاتی اور اس طرح مریدین کے حسب منشاء شاہ صاحب نے ان کی حاجت روائی کی۔ پھر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مے فرمودند کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ شرف کا

خویش منازعت اقتصاد جمع شدہ نندو

خواستند فکھ اور اعلیٰ کندیس آمد

والحاح عظیم کرد بحال و متوجہ شد

گفتم بر قیاسات ہاش از ہیجکس منرس

www.Faizahmedowaisi.com

شرکاء بچند ہزار کسے بر سر او آمدندو

وے بجز بست کس رفیق لداشت

آخر ہا صورت مرادید کہ ثبات امر مجھے

کند بددقیے سرداد و بہ اسپ عدو

رسید در دم بافتاد مرعوب

و خزل بگر یختند

یعنی فرمایا کہ اسد علی کا اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ان سب نے مل کر اسے ہلاک کرنے کی ٹھان لی یہ میرے پاس بہت گڑ گڑایا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جاؤ مضبوط رہو اور کسی سے مت ڈرنا چنانچہ اس کے دشمن ہزار مددگاروں کے ساتھ اس پر چڑھ دوڑے حالانکہ اس کے ساتھ صرف بیس ساتھی تھے۔ بالآخر لڑائی کے دوران میری شکل دیکھی کہ ثابت قدمی کا حکم کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے بندوق داغ دی جو دشمن کے گھوڑے کو جا لگی وہیں ڈھیر ہو گیا اور دشمن مرعوب ہو کر بھاگ گئے۔

اس واقع میں شاہ صاحب سے استمداد اور ان کی امداد کا واضح طور پر ذکر ہے۔ شاہ ولی اللہ اپنے والد کے جد امجد حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

یکباری سید برہان بخاری بر اقول
عارضی شد اضطرار اب سے جلد کردہ
حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
اور فتنہ بربری بالین او نشین
ومرض اور ابی بکر گریہ کرد
شفا کلی یافت اما گاہ گاہ
بزم فیضان اویسیہ
آن عارضہ حضرت ابی بکر عارضہ شد
www.FaizAhmedOwaisi.com

(انفاس العارفین، صفحہ ۱۷۷)

یعنی ایک بار سید برہان بخاری قولنج کے درد میں مبتلا ہو گئے اور شدید بے چینی محسوس کرنے لگے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے سر ہانے بیٹھ کر اس مرض کو اس طرح سلب کر لیا کہ اسے فوراً شفا کاملہ ہو گئی البتہ کبھی کبھی قولنج کا یہ عارضہ حضرت شیخ کو ہو جاتا تھا۔

فائدہ: اس واقعہ میں حضرت شیخ محمد سے بیماری میں استمداد اور ان کے طریقہ سے امداد کرنا بالکل واضح ہے۔

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

سید محمد وارث ذکر کرد کہ مرا



سفر سے پیش آمد بجناب ایشان
 رجوع کہ دم بشارت عاقبت
 دادند اتفاقاً در آن سفر
 شب قطاع الطریق هجوم کردند
 و خوف هلاک مسئولی شد
 بجناب ایشان حضور کجاست شدم در آن
 حالت مرار عشیہ گرفت ایشان
 را و منہام دیکم کہ منہام دیکم
 فلانے تیرے پاس میں آتا ہوں
 بہر خیر و برکت ہو عشاء لدم
 کہ قفسی است از خلافت
 مرا عنایت قلم مودند آن را
 در پنج قطبہ ای گواہ داشتیم
 چوں بشارت هجوم آن دو عشاء
 برابر منہ یافتم برخاستم و
 سوار شدم و راہ خود گرفتم
 منہ قطاع طیر لقی از من
 غافل ماندند و هیچکس متعرض نشد
 و آن لدم مدتہا بامن ماند
 چوں ایشان از بس عالم انتقال

کردند آن را بخورد عجزه
 را از مخلصات ایشان بعد
 وفات ایشان تب لرزه
 در گرفت و بغایت نزار
 گشت شب به شب نوشیدن
 آب و نوشیدن آب
 محتاج شد طریقت الی
 نیابت را گشت خدمت نمود
 ایشان را و بعد از آن
 داد بدو لحاف پوشیدند
 آن لحاف غائب شد

(انفاس العارفين، صفحہ ۱۷۸)

یعنی سید محمد وارث کا بیان ہے کہ مجھے ایک سفر کا اتفاق ہوا۔ میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے توجہ کی درخواست کی آپ نے خیر و عافیت کی خوشخبری دی۔ اتفاقاً سفر میں ایک رات ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور مجھے اپنی موت کا خوف محسوس ہوا۔ اس حالت میں حضرت شیخ کی جانب میں متوجہ ہوا۔ فوراً مجھ پر ریشہ طاری ہو گیا اور خواب میں میں نے حضرت شیخ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں فلاں تمہیں کس نے روکا ہے اٹھو اور روانہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے مجھے دولہ و عنایت فرمائے جو میں نے جیب میں رکھ لئے۔ جب اس غنودگی سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ دونوں لدو بدستور میری جیب میں موجود ہیں چنانچہ میں اٹھا اور سوار ہو کر اپنی منزل کو چل دیا۔ تمام ڈاکو مجھ سے غافل رہے اور ان میں سے کوئی شخص بھی مجھ سے تعرض نہ کر سکا ایک عرصہ تک (بطور تبرک) میرے پاس موجود رہے۔ مگر جب حضرت شیخ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے تو میں نے کھالئے۔ حضرت شیخ کے انتقال کے بعد آپ کے متوسلین میں سے ایک عورت تب لرزہ میں مبتلا ہو گئی اور انتہائی کمزور پڑ گئی رات کے وقت اسے پانی اور لحاف اُوپر لینے کی ضرورت محسوس ہوئی خود اسے

اُنھنے کی طاقت نہیں تھی اور پاس کوئی شخص نہیں چنانچہ حضرت شیخ متمثل ہو کر تشریف لائے آپ نے اسے پانی پلایا اور لحاف اڑھایا اور پھر غائب ہو گئے۔

فائدہ: ان دونوں واقعات میں شاہ ولی اللہ نے غائبانہ طور پر اولیاء اللہ سے استمداد اور ان کی امداد بیان کی ہے اور اس سے پہلے انفاس العارفین میں جس قدر واقعات بیان کئے گئے ہیں ان سب میں یہی کچھ بیان کیا گیا ہے اور یہی شاہ ولی اللہ کا مسلک ہے۔ لہذا اس کے برخلاف شاہ صاحب سے جو کچھ منقول ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ کسی شخص کو ذاتی قوت و اختیار کا مالک سمجھ کر اس سے استمداد کی جائے اس لئے مخالفین نے اس سلسلہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کے جس قدر حوالے پیش کئے ہیں وہ انہیں مفید نہیں ہیں۔ یہ چند نمونے عرض کئے ہیں شائقین شاہ ولی اللہ کی تصانیف ”انفاس العارفین الانتباه اور الدر الشمین“ کا مطالعہ کریں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ: شاہ صاحب ہمارے تو مقتداء ہیں لیکن مخالفین نہ صرف مقتدر مانتے ہیں بلکہ انہیں اپنا مایہ ناز بزرگ سمجھتے ہیں۔ مولانا سرفراز گکھروی نے لکھا ہے کہ بلا شک مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ بلا شک دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ (اتمام البرہان)

فوت شدہ بزرگوں کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا مسلک اپنے والد شاہ ولی اللہ کی طرح ہے اور وہ فوت شدہ بزرگوں سے استمداد کو جائز سمجھتے ہیں چنانچہ بستان المحمدین میں شیخ سیدی زروق فاسی کے احوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

www.FaizAhmedOwaisi.com

حاشیہ شیخ سیدی زروق فاسی علی البخاری
وے ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد
بن عیسیٰ برتسی فاسی ست معروف بہ
زروق روز پنہ جشنہ وقت طلوع آفتاب
یست و ہشتم محرم سال ہشت صد و چہل
و شش تولد اوست و مادرو
پدرش قبل از سال ہفتم قضا کروند



از علماء کبار ديار مغرب مثل قوری و
 محاجی و استاد ابو عبد الله صغیر و امام صحابی
 و ابراهیم ناری و سیسی و سخاوی مصری
 و رصائع دوتی و دیگر بزرگان آنجا از
 علوم کرده شیخ اوسیدی زیتون رحمة
 الله علیه در حقیق او **مشکات** داده که
 او از ابدال سیحی است و باوصف عظمو
 حال باطنی تصانیف او در حکم و ظاهره
 نیز تصانیف شده است و در **مشکات** از
 انجمله است این حاشیه که نهایت بر جسمه
 واقع شده و شرح رساله ای دیگر
 در فقه مالکی و شرح ارشاد ابن
 عسکر در **شرح فیض ابن ابی میسرور** از
 مختصر خلیل که در فقه مالکی مشهور
 ترین کتب است و شرح قرطبی و
 شرح راغیبه و شرح عاقبه و
 شرح عقیده قندسیه و هست و چند
 شرح بر حکم شیخ تاج بن عطاء
 الله اسکندر رانی و شرح حزب
 الحجر و شرح مشکوة الحزب الکبیر و شرح



حقائق المقری و شرح اسماء حسنی و
 شرح مر اصدا که از تصانیف شیخ ابوالعباس
 احمد بن عقیة الحضری و نصیحتہ کافیہ و مختصر
 آن واعانة المستوجه المسکن علی طریق
 والقیم والتعمیم وقواعد التصور که در
 غایت خوبی و حسن الجمع کشف و حوادث
 الوقت که کتاب است نهایت
 نفیس در علم فکری و فقهی و دعا
 فقراء وقت و کتاب است نهایت
 رساله مختصره در علم حدیث و
 مراسلات بیست و نوری که برای یاران خود
 در آداب و حکم و موعظ و خطبائے سلوک
 نوشته بالجوهر و غیره جلای الیقین و بیعت
 که مرتبه عالیه از علوم است
 و او آخر محققان صوفیه است که بین
 الحقیقة و الشریعة جامع بوده اند و
 بشگردی او اجله علماء متفخر و مباهی بوده
 اند مثل شهاب الدین قسطنطینی که سابق
 حال او مد کبر شد و شمس الدین
 لقانی و خطاب الکبیر و طاهر بن زبان ردادی

یعنی یہ (شہاب الدین) ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برقمی فاسی ہیں جو زروق کے نام سے مشہور ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقت طلوع آفتاب ۲۸ محرم ۸۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی سات برس کے نہ ہوئے تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔ دریا مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً فوری، محاجی، استاد ابو عبد اللہ صغیر، امام صعابی، ابراہیم ناری، سیوسی، سخاوی، مصری، رصائع دوئی اور اس مقام کے دیگر بزرگوں سے علوم حاصل کئے۔ ان کے شیخ سیدی زیتون علیہ الرحمۃ نے ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدال سیدہ میں سے ہیں۔ حال باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے علوم ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت برجستہ واقع ہوا ہے۔ شرح رسالہ ابن ابی زری بھی ہے جو فقہ کی مالکی میں ہے۔ کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی مشہور کتاب مختصر شیخ جلیل کے چند ابواب کی شرح ہے اس کی شرح لکھی۔ شرح قرطبیہ، شرح راغبہ، شرح عافیہ، شرح عقیدہ قدسیہ، بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج بن عطاء اللہ، سکندر رانی، شرح حقائق المقری، شرح اسماء الحسنی، شرح مراصد جوان کے شیخ ابوالعباس احمد بن عقیقہ الحصری کی تصنیف ہے۔ نصیحت کافیہ اور اس کا مختصر **مداد السیاحۃ علی المسکین علی الطريق القیم والتعمین**، قواعد التصوف و حسن و خوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ حوادث الوقت جو نہایت نفیس کتاب ہے اور سو فصلوں میں اس زمانہ کے فقیروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے۔ علم حدیث میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے نیز اپنے احباب کے لئے بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان آداب و حکم مواعظ و لطائف سلوک لکھتے تھے۔ الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے ان کے مرتبہ کمال کو ظاہر کرنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی جن کا حال پہلے گزر چکا ہے شمس الدین لقانی، خطاب الکبیر طاہر بن زبان روادی اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے۔

وادر اقصیدہ است بر طور قصیدہ جیلانیہ کہ بعض ابیات اوائست

یعنی قصیدہ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں۔

انا المریدی جامع لشاتہ

اذا ما سطا جور الزمان بنکتہ

یعنی میں اپنے مرید کو تسلی دینے والا ہوں جن زمانہ نکبت وادر بار سے اس پر حملہ ہو۔

وان کنست فی ضیق و کرب و وحشۃ

فناد یبارز روق ات بسر عہ

بیع نیا کرتا کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا رزوق کہہ کر پکار میں فوراً اس کی مدد کرتا ہوں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت رزوق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ اپنے مریدوں کی وحشت و بے چینی اور تنگی کے عالم میں ان کی مدد کرتے (خدا کی عطا سے) بلکہ خود علماء دیوبند کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب ”کلیات امدادیہ میں حصہ ارشاد مرشد کے صفحہ نمبر 13 پر لکھتے ہیں

دور کردل سے حجاب جہل غفلت میرے رب کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

حاجی صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں (اللہ کی عطا سے) اب اگر کوئی یہ کہے کہ جو حضرت علی کو مشکل کشا مانے وہ مشرک وہ فلاں وہ فلاں جیسا ضیاء الرحمن فاروقی کے خطبات کا مجموعہ جو قاری شبیر فاروقی نے لکھی ہے۔ (جواہرات فاروقی، جلد اول، صفحہ نمبر 31 تا 56) تک لکھا ہے تو حاجی جو ان دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں وہ تو حضرت علی کو ہادی اور مشکل کشا کہہ کر پکار رہے ہیں تو اب بتائیں کہ یہ جو فتویٰ آج کل کے دیوبندی حضرات ہر سنی مسلمان پر لگاتے ہیں کہ حاجی صاحب کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان سب کو حاجی صاحب کی اقتدا کرنی چاہیے اور جو عقائد حاجی صاحب کے تھے ان کو ویسے ہی رکھنے چاہیے خود ان کے بہت بڑے ستون مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے حاجی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے حاضر ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے کرامات امدادیہ میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر حج کو چلے جہاز ہمارا گردش طوفان میں آگیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا۔ محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخر کار جہاز ڈوبنے لگا خدا نے پکار کر کہا کہ لوگو اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے۔ میں اُس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ محمد ضامن صاحب اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا اور بعد حج و زیارت اور طے منازل سفر کے تھانہ میں آکر اس لکھے ہوئے کو دیکھ سکا اور نہ دریافت کیا۔ اُس وقت ایک طالب علم قدرت علی ساکن اپندری ملک پنجاب مرید و خادم حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بیشک فلاں وقت میں حاضر تھا حاجی صاحب حجرے سے باہر

تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا کہ اس کو کنویں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو اس لنگی کو جو سونگھا تو اس میں سے دریائے شور کی بو اور چکنا پن معلوم ہوا اس کے بعد حضرت حافظ ضامن صاحب اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی لنگی دی اس میں بھی اثر دریا کا معلوم ہوتا تھا۔

(حوالہ کرامات امدادیہ صفحہ 14-15 مصنف اشرف علی تھانوی ناشر کتب خانہ شرف الرشید

شاہکوٹ شیخوپورہ)

(طابع محمد حسین الرشید حنفی جہشتی دیوبندی، متبع نامی پریس لاہور)

الحاصل مذکورہ جو ذکر کئے گئے ہیں ان سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ تمام اکابر محققین، محدثین اور تمام سلاسل کے پیشوا بزرگان دین کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے تمام انبیاء کرام، ملائکہ کرام اور صحابہ کرام، اولیاء کرام مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائے اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ (آمین)۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

بزمِ مستنیرِ اویسیہ

www.FaizAhmedOwaisi.com

غائبانہ بیعت کا ثبوت استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس بارے میں کہ کیا غائبانہ بیعت جائز ہے؟ اب تو یوں ہو رہا ہے کہ بذریعہ خطوط سے بیعت کی جاتی ہے ٹیلی فون وغیرہ پر۔ اسے مفصل لکھئے اور دلائل سے ہمارے ہاں اس مسئلہ پر بہت جھگڑا برپا ہے۔

نور الحسن ڈیرہ غازی خاں

الجواب من لدن مفتی محمد امجد علی صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلیٰ وسلم علیٰ رسولہ الکریم

بیعت کے معنی ہیں 'بک جانا' یہی وجہ ہے کہ حقیقی مرید وہی ہوتا ہے جو مرشد کے ہاتھوں بک جائے۔ آج تو صرف رسم رہ گئی ہے لیکن یہ بھی خوب ہے آخرت میں کام آئیگی (انشاء اللہ) اور بک جانا مرید کے ارادہ پر ہے اسی لئے اسے مرید از ادادہ کہا جاتا ہے یہی وجہ بیعت کا باقی رکھنا اور توڑ دینا مرید کے ہاتھ میں ہے مرشد ہزار بار کہے دے تو میرا مرید نہیں بیعت نہیں ٹوٹی لیکن صرف دل ہی دل میں مرید کہے کہ فلاں میرا مرشد نہیں بیعت ٹوٹ جائیگی اور یہ بیعت سنت ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "شرعی بیعت کا ثبوت" اور اس میں اصل یہ ہے کہ مرید مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر خود اس کے حوالہ کرے لیکن غائبانہ بیعت بھی جائز ہے جیسا کہ اوپر طریقے لکھے گئے ہیں سب کے سب جائز ہیں۔ قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يَبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

(پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اور فرماتا ہے

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

فائدہ: یہ دونوں آیات مطلق ہیں **والمطلق بجری علی اطلاقہ** یعنی بیعت مرشد کی موجودگی میں ہو یا غائبانہ مرشد زندہ موجود ہو یا صاحب وصال۔ اس کی تحقیق آتی ہے اور صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب یہ بیعت ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر رکھ ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ لفظ حدیث یہ ہیں:

وَأَمَّا تَغْيِبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِطَنْ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرُّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، الباب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ،

الجزء 12، الصفحة 32، الحديث 3422)

متقدمین صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اسے روحانی بیعت کہا جاتا ہے۔ اس پر فقیر کی ایک تصنیف بنام ”روحانی بیعت کا ثبوت“ اس کی تلخیص حاضر ہے۔

روحانی بیعت کا ثبوت: روحانی بیعت عقیدت پر مبنی ہے۔ عقیدت صحیح ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ بلا عقیدت ظاہری بیعت منافقین کو بھی کام نہ آئی۔

حدیث قدسی میں ہے:

بِزْمِ قِيَصَانِ أَوْ يَسِيهِ
أَنَا عَنْهُ ظَنُّ عَبْدِي

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، الباب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسه، الجزء 22،

الصفحة 409، الحديث 6856)

یعنی: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ کبھی انسان عبادات شاقہ کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتا۔ لیکن کبھی

اگر ہو تو وہ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

”ہجۃ الاسرار“ میں ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کا مرشد نہ ہو اگر میرے ساتھ دل میں ہی عقیدت جوڑ لے تو وہ قیامت میں میرے مریدوں میں اٹھایا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حوالہ جات: روحانی بیعت کا ثبوت متعدد کتب سے ملتا ہے۔ ارشاد رحیمہ میں شاہ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

معنی اویسی آنست کہ حضرت شیخ طریقت فرید الدین عطار قدس سرہ گفتہ اند کہ بعضے از اولیاء اللہ باشد کہ ایشانرا مشائخ طریقت و کبراء حقیقت ایسیان نامزایشانرا اور ظاہر حاجت بہ پیر بنو وزیرا کہ ایشانرا حضرت نبوت ﷺ یا روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت خود پرورش می دهد بیواسطہ غیر چنانچہ اویس را در رسالت پناہ ﷺ و این مرتبہ عالی تاجر کرا خواهد و بعد ازک فاصل اللہ یوثیہ من یشاء۔

(ارشاد رحیمہ، صفحہ ۹)

شاہ محقق علی الاطلاق سیدی عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲ میں فرماتے ہیں کہ

محقق و مقرب است ... خود اہل کشف و کمال ایشان تا آنکہ وقتوح از ارواح ... اصطلاح ایشان

ابوالحسن خرقانی حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی کی روحانی بیعت بھی متعدد اور معتبر کتب سے ثابت ہے۔ مثنوی شریف اور تذکرۃ اولیاء للعطار رحمۃ اللہ علیہ اور خزینۃ الاصفیاء للمفتی غلام سرور مرحوم وغیرہ اور شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابویزید ... است و تبرکت شیخ ابویزید وے واجب باطن ...

(ارشاد رحیمہ، صفحہ ۶)

سلسلہ اویسیہ و نقشبندیہ کے علاوہ بی شمار بزرگوں کو اس طریقت سے فیض ملا ہے۔ چند ایک اسماء ارشاد رحیمہ میں صفحہ ۵ تا صفحہ ۹ میں لکھے ہیں اور ہر سلسلہ کے مشائخ کو مفتی غلام سرور دلاہوری مرحوم نے حلیۃ الاسرار میں سلسلہ اویسیہ کے بے شمار بزرگوں کا نام لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ نے اخبار الاخیار اور شیخ عطار قدس سرہ نے تذکرۃ الاولیاء میں بہت بزرگوں کے نام لکھے ہیں۔

منجملہ ان کے ہمارے پیران پیر حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالحق اویسی حنفی قدس سرہ ہیں جنہیں حضور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے صدیوں سال وصال کے بعد فیض نصیب ہوا اور ان سطور سے بھی مقصود یہی ہے۔

فائدہ: سلاسل طیبہ کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان جب بھی سلاسل طیبہ میں کسی سلسلہ سے وابستہ ہو گیا وہ

قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت مشائخ سلسلہ نجات سے سرشار ہوگا بشرطیکہ اس کا کسی صحیح سلسلہ ولایت سے پچی وابستگی ہو وہ صاحب سلسلہ بھی واقعی صاحب سلسلہ ہو۔ ورنہ آج کل تو یہ حال ہے کہ جو بھی کسی صاحب سلسلہ کی اولاد ہے خواہ وہ دین کا دشمن اور اسلامی شعار کا مخالف اور پرلے درجے کا بے عمل اور اسے کسی سلسلہ سے اجازت ہو یا نہ وہ ہمارا پیر ہے ایسے بے عمل بے سلسلہ پیروں کے لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا:

کار شیطان می کند نامش ولی
گرا نیست ولی لیسنت بر ولی
اے بیچارہ! جس در روئے آدم است
پس بسند دادوستد ہر منہ

یعنی کتنے لوگ ولی کہلاتے ہیں اور کام شیطانوں کے کرتے ہیں ایسے مکار آدمیوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ابلیس شیطان انسان کے رُوپ میں آتا ہے اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ دینے سے احتیاط کرنی چاہیے۔

اسی لئے مریدین پر لازم ہے کہ چار اوصاف کے پیر کو پیر بنائے۔

(۱) عقائد اہل سنت رکھتا ہو۔ (بد مذہب، وہابی، دیوبندی اور شیعہ نہ ہو)۔

(۲) سلاسل اولیاء میں سے کسی سلسلہ سے اسے اجازت ہو۔ صرف کسی پیر کا بیٹا یا اس کا رشتہ دار ہونا کافی نہیں ورنہ بہت سے پیر زادے پیر مریدی کا دھندہ کر رہے ہیں اس کا خیال بہت ضروری ہے۔

(۳) عالم ہو کم از کم شرعی مسائل حلال و حرام اور ضروریات دین کا علم رکھتا ہو۔

دورِ حاضر میں اکثر پیر صاحبان علم دین سے کورے ہیں اسی لئے انہیں علماء کرام کی قدر و قیمت نہیں خود بھی جہالت کے گڑھے میں ہیں مریدین کو بھی غرق کر رہے ہیں۔

(۴) شریعت کے احکام کا عامل ہو (بے عمل، بے نمازی، داڑھی منڈا) شریعت کا مخالف کبھی پیری مریدی کا حق دار نہیں۔ کیونکہ

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

یعنی جو خود گمراہ ہو وہ دوسروں کا کس طرح رہبر ہو سکتا ہے؟

اسی لئے مرید ہونے سے پہلے ان چار امور کو لازم سمجھیں ورنہ مرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں کہ جب یہ بات ہے تو سلاسل (قادری، چشتی، سہروردی کا وجود نہیں رہتا) سلسلہ نقشبندیہ حضرت قاسم از سلمان فارسی ثابت کیا جاتا ہے تو امام جعفر کی سلمان فارسی سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

سلسلہ اویسیہ کی علیحدہ حیثیت ثابت کی جائے تو محدثین کے نزدیک سیدنا اویسی کوئی شخص نہیں ہے صرف خیالی انسان کا نام اویسی ہے؟

جواب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”رسائل ومسائل ومکاتیب کے پچاسویں رسالہ“ میں لکھتے ہیں کہ

حضرت حسن بصری کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اور تلقین ذکر وغیرہ حاصل کرنا محدثین کے نزدیک ثابت ہے اور مشہور ہے اگرچہ بعض محدثین کے نزدیک روایت بیان کرنا ثابت نہیں ہوتا تو وہ ہمیں مضرت نہیں۔

ملاقات علی بہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مزید تحقیق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ ”اتحاف الفرقہ“ بر فوائد المخرقة، مشمولہ بالحاوی للفتاویٰ، صفحہ ۱۹۱، جلد ۱۲ اور حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ ”فخر الحسن“ اور اس کی شرح ”القول المستحسن“ میں دیکھئے۔

اور فقیر کا رسالہ ”ازاحة الشحن فی ملاقاتہ العلی والحسن“ بھی ان بزرگوں کے صدقے خوب ہے۔ **الحمد للہ علی ذلک۔**

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت سیدی شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اسے جائز لکھا ہے۔ ملاحظہ ”فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۶، مطبوعہ لاہور“۔

اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ”روحانی بیعت کاشیوت“ میں ہے۔

نوٹ: یہ بھی ایک رسالہ ہے بنام ”غائبانہ بیعت کاشیوت“۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

www.FaizAhmedOwaisi.com

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۴ ربيع الآخر ۱۴۱۳ھ